31 جولائی 1962

از عدالت عظمیٰ

میسرز کرلوسکر آئل انجنز

بنام

ہینمنٹ لیکسمین بیباؤ

(پی۔ بی۔ گجیندر گڈکر، کے۔ سی۔ داس گپتا اور جے۔ آر۔ مدھولکر، جسٹسز۔)

صنعتی تنازعہ — مالک اور نوکر — تنازعہ میں متعلقہ کارکن — درخواست پر چوکیدار فراہم کرنے کے لیے پولیس اسکیم — آجر کون ہے — صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 (1947 کا 14)، دفعہ 33اے

مدعاعلیہ کو اپیل کنندہ نے محکمہ پولیس کی تیار کردہ اسکیم کے تحت چوکیدار کے طور پر رکھا تھا۔ اپیل کنندہ اور اس کے کارکنوں کے درمیان صنعتی تنازعہ زیر التواء اس کی خدمات کو فارغ کر دیا گیا۔ مدعاعلیہ نے انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ کی دفعہ 33 A کے تحت انڈسٹریل ٹریبونل میں شکایت کی۔ ٹریبونل نے درخواست قبول کر لی۔ اپیل کنندہ نے دعویٰ کیا کہ مدعاعلیہ اس کا ملازم نہیں تھا۔ اسکیم میں کہا گیا ہے کہ چوکیداروں کی خدمات کی ضرورت والے نجی افراد ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو درخواست دے سکتے ہیں جو اسکیم کے تحت دستیاب موزوں چوکیدار فراہم کرتے ہیں۔ تنخواہ کی رقم ہر ماہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے ذریعے پیشگی وصول کی جاتی ہے اور چوکیدار کے فنڈ میں جمع کی جاتی ہے۔ فراہم کردہ وردی کے لیے 250 روپے کاٹنے کے بعد، باقی رقم محکمہ پولیس چوکیدار کو ادا کرتا ہے۔ محکمہ ان افراد سے مطالبہ کرتا ہے جن کو چوکیدار فراہم کیا جاتا ہے کہ اگر وہ چوکیدار کی خدمات کو ختم کرنا چاہتا ہے تو پندرہ دن کا نوٹس دے۔ چوکیداروں کو پولیس اسٹیشن میں جمع کیا جاتا ہے اور ان کے کام کی نگرانی پولیس نائٹ پٹرول کے ذریعے کی جاتی ہے۔ وہ ضلع سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نظم وضبط کے کنٹرول میں ہیں۔

مانا گیا کہ اس سوال کا فیصلہ کہ آیا کوئی شخص دوسرے کا ملازم ہے یا نہیں، ہر انفرادی کیس کے حقائق اور حالات پر منحصر ہے۔ یہ امتحان کہ ملازم کو وہ کام کرنے کا طریقہ بتانے کا حقدار کون ہے جس پر وہ مصروف ہے حالانکہ کسی دی گئی صورت میں تسلی بخش ہے، اس ٹیسٹ کو عام اصول کے طور پر سب سے زیادہ تسلی بخش سمجھنا غیر معقول ہوگا۔ تمام متعلقہ حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے مدعاعلیہ کو اپیل کنندہ کا ملازم نہیں کہا جا سکتا اور زیر التواء صنعتی تنازعات میں متعلقہ صنعتی ملازم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔

شیوانند شرما بمقابلہ پنجاب نیشنل بینک، [1955] 1 ایس۔سی۔آر۔ 1427، حوالہ دیا گیا۔

ڈاکس اینڈ ہاربر بورڈ بمقابلہ گوگنس اینڈ گریفتھ (لیور پول) لمیٹڈ، [1947] اے سی 1، ناقابل اطلاق قرار دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی سول اپیل نمبر 523۔

2 ستمبر 1960 کے صنعتی ٹریبونل، مہاراشٹر کے بمبئی میں شکایات (آئی ٹی) نمبر 38 آف 1960 کے ایوارڈ سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

آئی۔این۔شراف، اپیل گزاروں کے لیے۔

کے آر چودھری، مدعا علیہ کے لیے۔

31.1962 جولائی۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، جے۔مدعا علیہان بیپاوی نے ایس کے تحت بمبئی میں انڈسٹریل ٹریبونل میں درخواست دی دفعہ۔33A– انڈس ٹرائل ڈسپیوٹس ایکٹ، 1947۔اس نے الزام لگایا کہ وہ اپیل کنندہ ایم/ایس کرلوسکر آئل انجنز لمیٹڈ کے ذریعہ 21 جولائی 1958 سے چوکیدار کے طور پر ملازم تھا، اور وہ اپیل کنندہ کے ساتھ اس طرح کے چوکیدار کے طور پر کام کر رہا تھا اور اس کا مستقل کارکن بن گیا تھا۔ 15 مئی 1960 کو اپیل کنندہ کمپنی کے سیکورٹی افسر نے انہیں مطلع کیا کہ انہیں اس تاریخ سے ملازمت سے فارغ کر دیا گیا ہے۔مدعا علیہ نے استدعا کی کہ اس وقت جب اس پر خارج کرنے کا یہ حکم زبانی طور پر جاری کیا گیا تھا، اپیل کنندہ اور اس کے ملازمین کے درمیان صنعتی ٹریبونل کے سامنے صنعتی تنازعہ زیر التوا تھا اور اس طرح مدعا علیہ کو صنعتی ٹریبونل کی منظوری حاصل کیے بغیر خارج نہیں کیا جا سکتا تھا۔دوسرے لفظوں میں، اس کا معاملہ یہ تھا کہ اس کی رہائی دفعہ 33 کی دفعات کی خلاف ورزی تھی اور یہی دفعہ A 33 کے تحت اس کی درخواست کی بنیاد ہے۔

اپیل کنندہ نے اس بات سے انکار کیا کہ مدعا علیہ اس کا ملازم تھا۔اس نے استدعا کی کہ مدعا علیہ کی خدمات اپیل گزار کو ایک انتظام کے ذریعے دستیاب کرائی گئی تھیں، جس کی شرائط واضح طور پر اشارہ کرتی ہیں کہ یہاں تک کہ جب مدعا علیہ اپیل گزار کے چوکیدار کے طور پر کام کر رہا تھا، وہ قانونی معنوں میں اپیل گزار کا ملازم نہیں تھا۔اس طرح، یہ دلیل دی گئی کہ دفعہ 33 کی خلاف ورزی نہیں کی گئی تھی اور دفعہ 33A کے تحت درخواست نا اہل تھی۔

اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ ٹریبونل کے سامنے فریقین کے درمیان تنازعہ کا تنگ نقطہ یہ تھا کہ آیا مدعا علیہ اپیل گزار کا

ملازم تھا یا نہیں اور اس طرح اس تنازعہ میں متعلقہ کارکن کہا جاسکتا ہے جو اس کے خارج ہونے کے وقت صنعتی فیصلہ زیر التوا تھا۔ٹریبونل نے اس نکتے پر فریقین کی حریف دلیل پیش کی اور مشاہدہ کیا کہ وہ دونوں فریقوں کی طرف سے اٹھائے گئے انتہائی تنازعات میں سے کسی کو بھی قبول نہیں کرسکتا؛ اس کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ ٹریبونل نے یہ نظریہ اختیار کیا ہے۔ دفعہ 33 اپیل کنندہ کی طرف سے خلاف ورزی کی گئی تھی اور اس لیے ایک حکم جاری کیا گیا ہے جس میں اپیل کنندہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مدعا علیہ کو اس کے خارج ہونے کی تاریخ سے مکمل اجرت کے ساتھ بحال کرے۔ یہ اس حکم کے خلاف ہے کہ اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آیا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے مسٹر شراف دعوی کرتے ہیں کہ ٹریبونل کا یہ نظریہ کہ مدعا علیہ اپیل کنندہ کا ملازم تھا، واضح طور پر اس اسکیم سے مطابقت نہیں رکھتا جس کے تحت مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کے چوکیدار کے طور پر کام کرنا شروع کیا تھا اور وہ دلیل دیتے ہیں کہ موجودہ کارروائی میں فریقین کی طرف سے پیش کردہ زبانی ثبوت بھی ظاہر کرتے ہیں کہ ٹریبونل کا نتیجہ غلط ہے۔ ہماری رائے میں یہ تنازعہ اچھی طرح سے قائم ہے اور اسے برقرار رکھا جانا چاہیے۔

اس اسکیم کی طرف رخ کرتے ہوئے جس کے تحت مدعا علیہ کو اپیل کنندہ کے ذریعہ چوکیدار کے طور پر کام کرنے کے لیے کہا گیا تھا، اس کی زیادہ تر مادی شرائط اس حقیقت کو واضح طور پر سامنے لاتی ہیں کہ مدعا علیہ کو اپیل کنندہ کا ملازم نہیں سمجھا جا سکتا اور وہ صنعتی ملازم کی حیثیت کا دعوی نہیں کرسکتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اسکیم تیار کی گئی ہے جس کے ذریعے محکمہ پولیس کے ذریعے مختلف آجروں کو چوکیدار فراہم کیے جاتے ہیں اور یہ اسکیم اس لیے تیار کی گئی تھی کیونکہ یہ پایا گیا تھا کہ نجی افراد کی طرف سے ایسے چوکیدار کی مانگ تھی۔ کئی پیراگراف ہیں جو اسکیم کے مادی شرائط وضوابط کا تعین کرتے ہیں۔ وہ نجی شخص جسے چوکیدار کی خدمات کی ضرورت ہوتی ہے اسے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو درخواست دینی ہوتی ہے۔ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ایک چوکیدار فراہم کرتا ہے اگر اسے لگتا ہے کہ کوئی مناسب چوکیدار دستیاب ہے۔ چوکیدار کی تنخواہ کی رقم آجر سے ہر ماہ پیشگی وصول کی جاتی ہے۔ یہ رقم سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر سے پیش کردہ پیشگی بلوں کی وصولی پر واچ مین فنڈ میں جمع کرنی ہوتی ہے۔اس طرح آجر سے وصول کی گئی رقم میں سے 8/5-/ ماہانہ روپے فراہم کردہ کپڑوں کی قیمت کی وجہ سے کٹوائے جاتے ہیں اور بقایا چوکیدار کو ادا کیا جاتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آئی او پی اپنے زیر انتظام کسی بھی ضلع میں اس شرح کو زیادہ سے زیادہ 30 روپے سالانہ کے تابع تبدیل کرنے کا مجاز ہے۔ چوکیدار کے ذریعے کیے جانے والے کام کی نگرانی ماتحت پولیس کرتی ہے، خاص طور پر رات کے وقت رات کے گشت کے ذریعے جو جانتے ہیں کہ پولیس چوکیدار کہاں ملازم ہیں اور انہیں یہ دیکھنے کے لیے دیکھتے ہیں کہ آیا وہ چوکس ہیں یا نہیں۔ اس طرح چوکیدار کے طور پر بھیجے جانے والے افراد کو پولیس سیکشن میں ڈیوٹی کے لیے جمع کیا جاتا ہے جس میں ان کے آجر کے بنگلے واقع ہوتے ہیں۔ انہیں عام پولیس کی طرح براہ راست پولیس سپرنٹنڈنٹ کے ذریعے ادائیگی کی جاتی ہے۔ وہ مکمل طور پر محکمہ جاتی کنٹرول اور سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے احکامات کے تحت ہیں اور صرف وہی انہیں جرمانہ یا سزا دے سکتا ہے؛ آجر ایسا کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ چوکیداروں کی فراہمی میں سپرنٹنڈنٹ کو یہ دیکھنے کے لیے بہت محتاط رہنا پڑتا ہے کہ جو آجر چوکیدار مانگتا ہے وہ ممکنہ طور پر اپنی ادائیگیوں میں وقت کی پابندی کرتا ہے اور ممکنہ طور پر مطالبہ

کی جانے والی رقم کے بغیر اور خط و کتابت کے بغیر ادائیگی کرتا ہے۔ ایک آجر سے درخواست کی جاتی ہے کہ اگر وہ چوکیدار کی خدمت ختم کرنا چاہتا ہے تو وہ پندرہ دن کا نوٹس دے۔ چوکیداروں کی تنخواہ کے کریڈٹ چوکیدار فنڈ میں دیے جاتے ہیں۔ اس نظام کے تحت سپرنٹنڈنٹ آف پولیس وہ ایجنٹ ہوتا ہے جس کے ذریعے ایسے چوکیداروں کو تعینات کیا جاتا ہے اور صرف اسی کے پاس اپنے نوکر پر مالک کے طور پر ایسے اختیارات ہوتے ہیں، اور وہ عوامی تحفظ کے مفاد میں یہ خصوصی فرض اپنے اوپر لیتا ہے جسے محفوظ کرنا اس کا فرض ہے۔ یہ اس اسکیم کی اہم خصوصیات ہیں جس کے تحت مدعاعلیہ کی خدمات اپیل گزار کو چوکیدار کے طور پر دستیاب کرائی گئی تھیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان میں سے تقریباً ہر ایک اصطلاح اس حقیقت کو واضح طور پر سامنے لاتی ہے کہ اگرچہ مدعاعلیہ اپیل گزار کے چوکیدار کے طور پر کام کر رہا تھا لیکن سختی سے قانون کی بات کریں تو مالک اور نوکر کا رشتہ دونوں کے درمیان قائم نہیں رہا۔ ادائیگی براہ راست اپیل کنندہ کی طرف سے مدعاعلیہ کو نہیں کی گئی تھی۔ وہ اپنے کام کی نگرانی نہیں کر سکتا تھا؛ اگر اس کا طرز عمل غیر تسلی بخش پایا گیا تو وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا اور اسکیم کے لحاظ سے یہ فراہم کرتا ہے کہ یہ ڈی ایس پی ہے جس میں ماسٹر کے حقوق ایسے افراد کے پاس ہوتے ہیں جیسے کہ ریسپونڈینٹ جن کی خدمات نجی افراد کو ادھار دی گئی تھیں۔ اسکیم کی ان شرائط کے حوالے سے ہماری رائے میں ٹریبونل کے اس نظریے کو قبول کرنا مشکل ہے کہ مدعاعلیہ اپیل گزار کا ملازم تھا، کہ وہ ایک صنعتی ملازم تھا اور اس لیے وہ اس تنازعہ میں متعلقہ ایک مزدور تھا جو اس کے خارج ہونے کی تاریخ پر فیصلہ زیر التوا تھا۔

جب ہم زبانی ثبوت کی طرف رجوع کرتے ہیں، تو پوزیشن بالکل ایک جیسی ہوتی ہے۔ مدعاعلیہ نے اپنے مقدمے کی حمایت میں ثبوت پیش کیے۔ اس نے اعتراف کیا کہ منتخب ہونے کے بعد اپیل کنندہ نے اسے پولیس آفس جانے اور وردی لینے کی ہدایت کی تھی تا کہ اس نے پولیس آفس سے وردی لے لی۔ جب اس نے ملازمت میں شمولیت اختیار کی تو اسے ایک فارم پر کرنے کے لیے کہا گیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ جب وہ چوکیدار کے طور پر کام کر رہا تھا تو اسے اپیل کنندہ کے افسر نے کچھ احکامات دیے ہوں۔ مدعاعلیہ نے کہا کہ جب اس نے عارضی چھٹی، بیماری کی چھٹی اور استحقاق کی چھٹی لی تو اس نے اپیل کنندہ کو درخواست دی۔ لیکن یہ بیان اس اسکیم کی شرائط کے پیش نظر درست نہیں لگتا جس کا ہم پہلے ہی حوالہ دے چکے ہیں اور سب انسپکٹر مسٹر چور پاڈے کے واضح بیان کے پیش نظر۔ مسٹر چور پاڈے نے کہا کہ چھٹی پولیس آفس کی طرف سے منظور کی جاتی ہے؛ حالانکہ انہوں نے مزید کہا کہ اگر چوکیدار آرام دہ اور پرسکون چھٹی چاہتا ہے تو وہ بعض اوقات آجر کے ذریعے درخواست دیتا ہے یا دفتر کو ہدایت کرتا ہے تا کہ یہ تجویز کرنا درست نہ ہو کہ اپیل کنندہ کی طرف سے مدعاعلیہ کو بیمار چھٹی، استحقاق چھٹی یا آرام دہ اور پرسکون اجازت دی گئی تھی۔ مدعاعلیہ نے اعتراف کیا کہ اسے اور دوسرے چوکیداروں کو پولیس جماعتدار کرلوسکر کمپنی کے دروازے پر لے گیا جب ان کا انٹرویو کیا گیا اور اس نے اعتراف کیا کہ مسٹر پنسارے مہینے میں ایک یا دو بار آتے تھے اور انتظامیہ سے چوکیداروں کے کام کے معیار کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے تھے۔ اس نے یہ بھی اعتراف کیا کہ اس کی اجرت کا فیصلہ اس کے اور اپیل کنندہ کے درمیان کسی بات چیت سے نہیں ہوا تھا۔ جب ہم مسٹر چور پاڈے کے ثبوت کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں

معلوم ہوتا ہے کہ ملازمت کی شرائط اور اس کے بعد اپیل کنندہ کے ذریعہ چوکیدار کے طور پر مدعا علیہ کے ساتھ سلوک سب اس نظام کی حالت سے مطابقت رکھتے تھے جس کا ہم پہلے ہی حوالہ دے چکے ہیں۔ چوکیداروں کو فراہم کی جانے والی وردی بلاشبہ کانسٹیبل کی وردی سے تھوڑی مختلف ہوتی ہے، لیکن یہ پولیس دستی کے اصول 426 کے مطابق تیار کی جاتی ہے۔ ان چوکیداروں کو بکل نمبر دیا جاتا ہے اور انہیں فراہم کی جانے والی وردی کوئی نجی شخص نہیں پہن سکتا۔ ایک جماعتدار پولیس اسٹیشن میں تعینات ہوتا ہے اور وہ ملازم تمام چوکیداروں کی نگرانی کرتا ہے۔ ڈیوٹی کی جگہ پر ایک سینئر چوکیدار سے چوکیدار کے کام کی نگرانی کرنے کو کہا جاتا ہے۔ کرلوسکر آئل انجنز کا جماعتدار ایک سینئر چوکیدار ہے۔ اس کی تنخواہ ڈی ایس پی طے کرتا ہے۔ فیکٹریوں میں جہاں 10 یا 15 چوکیدار ہوتے ہیں، فیکٹری پچھلے مہینے کے مہینے کے پہلے ہفتے میں تمام چوکیداروں کی حجری پولیس آفس بھیجتی ہے۔ پولیس اسٹیشن میں حاضری کو نشان زد کرنے کے لیے مسٹر رول ہوتا ہے۔ اگر (ڈی ایس پی کو معلوم ہو کہ چوکیدار کی ذمہ داری تسلی بخش نہیں ہے تو وہ اسے کھینچ سکتا ہے۔ پولیس عملہ بھی جانچ پڑتال کے لیے جاتا ہے اور اگر کوئی چوکیدار غیر حاضر پایا جاتا ہے یا ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث پایا جاتا ہے تو وہ مالک کی رضامندی کے بغیر بھی واپس لے لیتا ہے۔ واپس لینے کا اختیار ڈی ایس پی کے پاس ہے اور اسی طرح منتقلی کا اختیار بھی ہے۔ اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ یہ زبانی ثبوت اس نتیجے کی بھی تصدیق کرتا ہے جو اس نظام کی شرائط سے غیر متزلزل طور پر پیروی کرتا ہے جس کے تحت مدعا علیہ کی خدمت اپیل کنندہ کے ذریعہ حاصل کی گئی تھی۔ لہذا ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ٹریبونل نے یہ فیصلہ دینے میں غلطی کی تھی کہ مدعا علیہ اپیل گزار کا ملازم ہے۔

مدعا علیہ کے لیے مسٹر چودھری نے شونندن شرما بمقابلہ پنجاب نیشنل بینک لمیٹڈ (1) میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دیا ہے۔ اس معاملے میں اس عدالت کو اس سوال پر غور کرنے کا موقع ملا تھا کہ ان ٹیسٹوں کا اطلاق اس بات کا تعین کرنے میں کیا جانا چاہیے کہ آیا کوئی خاص شخص دوسرے کا ملازم ہے یا نہیں۔ اس سوال پر بحث کرتے ہوئے اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ اس طرح کے سوال کا فیصلہ ہمیشہ ہر انفرادی کیس کے حقائق اور حالات پر منحصر ہوگا۔ پھر لارڈ پورٹر کی تقریر سے ایک اقتباس کا حوالہ دیا گیا جس میں لارڈ پورٹر نے مشاہدہ کیا:

"بہت سے عوامل نتیجہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پے ماسٹر کون ہے، کون برخاست کرسکتا ہے، متبادل سروس کتنی دیر تک چلتی ہے، کون سی مشینری استعمال کی جاتی ہے، ان سب کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔ کسی بھی انفرادی معاملے میں استعمال ہونے والے تاثرات پر ہمیشہ زیر بحث موضوع کے حوالے سے غور کیا جانا چاہیے لیکن منی ٹیسٹوں میں سے مجھے لگتا ہے کہ سب سے زیادہ تسلی بخش، جس کے ذریعے کسی خاص وقت کا آجر کون ہے، یہ پوچھنا ہے کہ کون ملازم کو اس طریقے سے بتانے کا حقدار ہے جس پر اسے کام کرنا ہے جس پر وہ مصروف ہے،

قدرتی طور پر مسٹر چودھری آخری ذکر کردہ ٹیسٹ پر بہت مضبوطی سے انحصار کرتے ہیں اور وہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ اپیل کنندہ ہی ہے جو جواب دہندہ کو یہ بتاتا تھا کہ اسے دیکھنے کا کام کس طرح کرنا چاہیے اور اس لیے جواب دہندہ کو اپیل کنندہ ملازم سمجھا جانا چاہیے۔ ہماری رائے میں جیسا کہ لارڈ پورٹر نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ آجر اور ملازم کے تعلقات کے بارے میں سوال

کا فیصلہ تمام متعلقہ حقائق اور حالات کی روشنی میں طے کیا جانا چاہیے اور اس معاملے میں کسی خاص امتحان کو فیصلہ کن قرار دینا مناسب نہیں ہوگا۔ ایک ایسا امتحان جو اہم ہوسکتا ہے، اور جو حالات کے ایک سیٹ میں بھی فیصلہ کن معلوم ہوسکتا ہے، دوسرے معاملات کے حالات میں بالکل بھی اہم یا فیصلہ کن نہیں ہوسکتا۔ یہ سچ ہے کہ لارڈ پورٹر کا مشاہدہ جس پر ڈاکٹر چونڈھوری مخصوص ٹیسٹ کو سب سے زیادہ تسلی بخش سمجھنے کے لیے کچھ لوگوں پر انحصار کرتے ہیں۔ لیکن، احترام کے ساتھ، اگرچہ مذکورہ ٹیسٹ اس کیس کے حقائق میں تسلی بخش رہا ہوگا جس کے ساتھ لارڈ پورٹر نمٹ رہا تھا، لیکن ہمارے خیال میں، اس ٹیسٹ کو تمام معاملات میں سب سے زیادہ تسلی بخش سمجھنا غیر معقول ہوگا۔ عام اصول کے طور پر، مثال کے طور پر عام کیس جہاں ایک صنعتی ادارہ اپنے افسران باغبانوں اور چوکیداروں کے زیر قبضہ بنگلوں کو مختص کرتا ہے۔ یہ باغبان اور چوکیدار صنعتی اسٹیبلشمنٹ کے ملازمین ہوتے ہیں، ان کے ذریعے ادائیگی کی جاتی ہے اور ان کے کنٹرول اور نگرانی کے تابع ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود، دن بہ دن باغبانوں اور چوکیداروں کے طور پر اپنا کام کرتے ہوئے، وہ فطری طور پر اسٹیبلشمنٹ کے افسران سے حکم لیتے تھے، جو فی الحال بنگلوں پر قابض ہیں۔ بنگلوں پر قابض افسران وقتاً فوقتاً بدل سکتے ہیں اور چوکیداروں اور باغبانوں کو بھی اسٹیبلشمنٹ کے ذریعے ایک بنگلے سے دوسرے بنگلے میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ اگرچہ چوکیدار اور باغبان بنگلوں کے مکینوں سے ان کے احکامات لیتے تھے، لیکن انہیں ان افسران کے نوکر نہیں کہا جاسکتا جو اپنے عہدے کے دور میں بنگلوں پر قابض تھے۔ اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ یہ امتحان کہ ملازم کو یہ بتانے کا حقدار کون ہے کہ اسے اپنا کام کس طرح کرنا ہے، ایسی صورت میں مکمل طور پر ٹوٹ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مسٹر چودھری کی اس دلیل کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ یہ خاص امتحان عالمگیر اطلاق کا ہے اور اسے تمام معاملات میں تسلی بخش قرار دیا جاسکتا ہے۔

موجودہ معاملے میں، جہاں مدعا علیہ ایک اسکیم کے تحت اپیل گزار کا چوکیدار بن گیا ہے جو نجی آجروں کو چوکیداروں کی فراہمی کے لیے تیار کی گئی ہے، یہ حقیقت کہ نجی آجر چوکیداروں کو احکامات جاری کرسکتا ہے، بالکل بھی اہم غور نہیں ہوگا۔ یہ نظام کی دوسری شرائط وضوابط ہیں جن کے تحت انتظام کیا گیا ہے جسے ذہن میں رکھنا پڑ سکتا ہے اور تمام متعلقہ حقائق کی روشنی میں ہی حتمی فیصلے تک پہنچنا پڑتا ہے۔ اس معاملے میں تمام متعلقہ حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم مطمئن ہیں کہ مدعا علیہ کو اپیل کنندہ کا ملازم نہیں کہا جاسکتا؛ اور اس لیے، وہ صنعتی ملازم ہونے کا دعوی نہیں کرسکتا اور اس طرح، متعلقہ وقت پر فیصلہ آنے تک مذکورہ صنعتی تنازعہ میں متعلقہ کارکن،

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کورٹ ٹریبونل کی طرف سے منظور کردہ حکم کو مسترد کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے اور دفعہ 33—اے کے تحت مدعا علیہ کی درخواست مسترد کردی جاتی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document